تبصرے

نزہتہ الخواطر فی بہجتہ المسامع والنواظر (عربی) از مولانا سید عبدالحیٔ الحسینیؒ

تقطیع کلاں ضخامت ۴۰۴ صفحات ٹائپ جلی مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن قیمت درج نہیں۔

خلافت راشدہ کے زمانہ میں ہی جب کہ اسلام کے آفتاب صداقت کی سرزمین عرب سے بلند ہو کر عجمی ممالک پر اپنی کرنیں بکھیرنی شروع کیں تو ہندوستان کی زمین بھی اس کی نور پاشیوں سے محروم نہ رہی۔ سندھ میں عربوں کے علاوہ ملک کے دوسرے گوشوں میں مختلف مسلمان خاندانوں نے بڑے جاہ وجلال کے ساتھ سلطنتیں قائم کیں صوفیائے کرام نے روحانی تزکیہ وتصفیہ باطن کی خانقاہوں میں طریقت ومعرفت کی شمعیں روشن کیں علماء نے مدارس میں علوم وفنون کی محفلیں گرم کیں۔ شعرا نے شعروادب کی بزم کو نغمہ سرائی سے رونق بخشی ارباب قلم وتصنیف نے صفحہ قرطاس پر موتیوں کی چادریں بچھائیں اور ان سب کی کوششوں کا مجموعی اثر یہ ہوا کہ چند صدیوں میں ہی مرزوبوم ہند خطۂ بغداد وقرطبہ کا ہم نشین ہو گیا اور کوفہ وبصرہ کے علمی ودینی نشیمنوں سے دعوائے چشمک زنی کرنے لگا لیکن نہایت افسوس ہے کہ عرب مورخین نے کچھ تو اپنی عربی عصبیت کی وجہ سے اور کچھ اور اسباب کی بناء پر ہندوستان کی ان کوششوں کو اپنی کتابوں میں وہ مرتبہ نہیں دیا جس کا کہ وہ بجا طور پر مستحق تھا چنانچہ حافظ ابن حجر نے درر کامنہ میں امام سخاوی نے الضوء اللامع میں اور قاضی شوکانی نے البدر الطالع میں اور حضرمی نے النور السافر میں ہندوستان کے صرف انھیں چند علماء کا تذکرہ کیا ہے جو یہاں سے ہجرت کر کے

عرب ممالک میں آباد ہوگئے تھے یا ایک عرصہ تک وہاں مقیم رہے تھے حد یہ ہے کہ امام سخاوی نے اپنی کتاب میں گیارہ ہزار چھ سو گیارہ اصحاب کے تراجم لکھے اور وہ خود اس کے مدعی بھی ہیں کہ انھوں نے کسی ملک کی کسی قابل ذکر شخصیت کو نظر انداز نہیں کیا ہے لیکن اس کے باوجود علمائے ہند میں ان کو صرف ۲۸ شخصیتیں نظر آئیں جن کو وہ اپنی وسیع و ضخیم مجلدات میں جگہ دے سکے۔ قاضی شوکانی جو نسبتہ ہند کے علماء سے زیادہ واقف تھے انھوں نے تقریباً چھ سو اصحاب کی طویل فہرستِ تراجم میں ہندوستان کے صرف سات علماء کا ذکر کیا ہے۔

اس بنا پر بڑی ضرورت تھی کہ علمائے ہند میں سے ہی میدان تصنیف و تالیف کا کوئی شہسوار اٹھے اور اپنے ملک کے اس فرض کو ادا کرنے کی کوشش کرے نہایت مسرت کی بات ہے کہ مولانا سید عبد الحیٔ صاحب الحسینی مرحوم جو ہمارے گذشتہ کاروان علم و ادب کے ایک نہایت نامور اور تیز گام مسافر تھے انھوں نے اس بارگراں کو اپنے ذمہ لیا اور نزہۃ الخواطر کے نام سے آٹھ جلدوں میں ایک محققانہ اور مستند کتاب بزبان عربی تصنیف کر دی مولانا کو سب علوم سے عموماً اور تاریخ و روایت سے خصوصاً بڑا لگاؤ تھا مطالعہ وسیع رکھتے تھے حافظہ بلا کا تھا پھر تنقید کا ذوق بھی بڑا صاف ستھرا اور پاکیزہ پایا تھا اس بنا پر مرحوم کا یہ کارنامہ علمی اور ادبی اعتبار سے کسی طرح ہمارے کسی متقدم مصنف تراجم کے کارنامہ سے کم نہیں ہو سکتا تھا۔ افسوس ہے مولانا کی وفات ہوگئی اور ان کی زندگی میں اس کتاب کی طباعت و اشاعت کا کام سرانجام نہیں پا سکا اب ایک مدت کے بعد سرکار آصفیہ کی امداد و توجہ سے اس کی پہلی جلد جو اس وقت زیر تبصرہ ہے چھپ کر آئی ہے اس جلد کے شروع میں مولانا مرحوم کے خلف الصدق مولانا ڈاکٹر سید عبد العلی صاحب

کے قلم سے ایک مقدمہ ہے جس میں موصوف نے پوری کتاب کا عطر نکال کر رکھدیا ہے اس کے بعد خود فاضل مصنف کے قلم سے ایک مختصر مقدمہ ہے پھر اصل کتاب شروع ہوتی ہے جس میں پہلی صدی سے ساتویں صدی تک کے مشاہیر علم و فن کا تذکرہ ہے ان مشاہیر کو صدی وار بیان کیا گیا اور ہر صدی کے علماء کو ایک طبقہ قرار دیا گیا ہے۔ اس طرح یہ کتاب سات طبقات پر مشتمل ہے۔

مولانا نے اس میں صرف واقعات و تراجم کے جمع کرنے پر اکتفا نہیں کی، بلکہ ممکن الوصول ذرائع و وسائل کی روشنی میں ان کی تحقیق و تنقید بھی کی ہے اور حواشی میں جو تاریخی اور جغرافیائی نوٹس لکھے ہیں "ان میں بعض مثلاً ص ۱۷ پر تانہ کی تحقیق" بہت کام کے ہیں ان سے قدیم تاریخوں کے بیانات سے جو الجھن پیدا ہوتی ہے وہ دور ہو جاتی ہے۔ غرض یہ ہے کہ معلومات، ترتیب، تحقیق و تنقید اور زبان و بیان ہر اعتبار سے یہ کتاب عربی ادبیات کے ذخیرہ میں ایک قابل قدر اضافہ ہے۔ امید ہے کہ ارباب ذوق اس سے خاطر خواہ فائدہ اٹھائیں گے پہلی جلد تو شائع ہو گئی لیکن اب جبکہ "آں قدح بشکست و آں ساقی نماند" کا عالم ہے نہیں کہا جا سکتا کہ باقی جلدوں کی طباعت کا کیا اور کب تک سامان ہوگا۔ اس تصور سے بڑی حسرت ہوتی ہے " دیکھئے ندکس کے گھر جائے گا یہ سیلاب" ۔

..... بعد ! (س)